(قسط ۶۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۵ کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

خلیفہ وقت کی برطرفی کے بارے میں جرمن صحافی کا اعتراض اور شیخ الحدیث کا جامع جواب

ماہ فروری میں جرمنی وغیرہ کے کچھ انٹرویو نگار حضرت والد صاحب سے انٹرویو لینے آئے ، حضرت سے ان کی مسجد قدیم میں نماز مغرب سے قبل تفصیلی انٹرویو لیا اس دوران انٹرویو نگار نے یہ اعتراض بھی کیا کہ مسلمانوں میں سے جب ایک شخص خلیفہ بن جائے تو اسے ہٹایا نہیں جاسکتا جس کے جواب میں شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے ۔ حاشا و کلا :ہمارا یہ قانون ہے کہ اگر خلیفہ وقت بھی قانون کے خلاف قدم اٹھائے تو رعایا کا ایک ادنیٰ آدمی تک تلوار سے اسے سدھارنے اور اس کی اصلاح کرنے کی جرات رکھتا ہے۔جیسے حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے جلال دیا تھا،ایک روز قوم کا امتحان لینے کا فیصلہ کرلیا، ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کے دوران فرمایا کہ اے قوم کے لوگو! میں آپ کی نگاہوں میں

اس وقت کیا حیثیت رکھتا ہوں۔سب نے کہا کہ آپ خلیفہ راشد ہیں آپ کی بہت بڑی شان ہے قیصر وکسریٰ اپنے محلات میں آپ سے لرزتے ہیں۔

قیصر اپنے بنگلہ میں حضرت عمرؓ کے خوف سے چالیس ہزار سپاہی رکھتا تھا، ادھر حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ کر سو جاتے تھے، قمیص پر بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے رعب اور ہیبت سے نوازا تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایک شدید ضرورت کی بناء پر ایک غیر شرعی طریقہ جاری کرنا چاہتا ہوں، آپ اس کی تائید کریں گے یا نہیں؟ مجمع کے آخر میں ایک بوڑھا کھڑا ہوا اور کہا امیر المومنین! میری ایک گزارش ہے، تلوار نیام سے نکالی اور کہا اے امیر المومنین! یاد رکھو! اگر شریعت کے قوانین کی پابندی کرو گے ،اسلامی احکام کے اجرا و نفاذ کی کوشش کریں گے تو ہم آپ کی فرمانبرداری کریں گے، لیکن اگر خلاف شریعت کوئی قدم اٹھاؤ گے تو یاد رکھو میری تلوار ہوگی اور آپ کا سر ہوگا۔

انتخابی مہم کی جھلکیاں اور والد ماجد کا تیسری دفعہ بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونا:

25؍فروری کو قومی اسمبلی کے انتخابات کا دن تھا نوشہرہ کی پوری تحصیل جو تقریباً چار سو دیہات ، قصبوں اور شہروں پر مشتمل ہے، کئی سو مربع میل پر مشتمل یہ قومی اسمبلی کا ایک ہی حلقہ ہے اور تقریباً آٹھ لاکھ آبادی ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث کے مخلصین ومعتقدین، تلامذہ اور دارالعلوم کے فضلاء اور مخلص ورکر مصروفِ کار رہے۔ یوں فروری کا سارا مہینہ جلسے ، جلوسوں ، اجتماعات اور استقبالیوں کی شکل میں تحصیل نوشہرہ کے غیور مسلمانوں نے ایک بار پھر اکبر پورہ سے لے کر نظام پور تک دین اسلام کی عظمت اور بالا دستی کے لئے ایک زبردست تحریک چلادی اور مہینہ بھر تحصیل کی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔

کنویسنگ کے دوران ہر جگہ حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ لوگوں کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ صاحبزادگان احقر سمیع الحق، مولانا انوار الحق اور مولانا اظہار الحق صاحبان کا پر تپاک اور شاندار استقبال ہوا۔ احقر نے روزانہ کم ازکم دس پندرہ دیہات کا دورہ کیا اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ناچیز حسب سابق اس دفعہ بھی حضرت کے الیکشن ایجنٹ اور اس طرح پوری انتخابی مہم کا انچارج رہا۔

تقریباً ایک سو بیس پولنگ سٹیشنوں سے نتائج آنا جاری تھے کہ اکوڑہ خٹک ،ملحقات اور علاقہ بھر سے آئے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں نے حضرت شیخ الحدیث کے گھر جا کر مبارک بادد ی اور ایک بڑے جلوس کی شکل میں انہیں دارالعلوم لایا گیا۔ پٹھانوں کے دستور کے مطابق خوشی میں کارکنوں کی مسلسل فائرنگ سے عجب سماں بندھ گیا تھا۔ عقیدت مندوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ دارالحدیث اور دارالعلوم کے صحن

میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ۔ میں دفتر اہتمام میں چار گھنٹے تک کھڑا رہا اور مہمانوں سے مصافحہ کرتا رہا۔ ادھر شیخ الحدیث صاحب دارالحدیث میں تشریف فرما ہوئے تو مولانا عبدالقیوم حقانی کے تمہیدی کلمات کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب نے حاضرین سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

26/فروری: حضرت شیخ الحدیث صاحب کی کامیابی کی خبر سنتے ہی صبح سات بجے سے تحصیل نوشہرہ، پشاور، مردان، چارسدہ، کوہاٹ، بنوں، دیر، چترال، سوات اور صوبہ بھر سے عقیدت مندوں اور مخلصین کا ایک سیلاب تھا جو اُمڈ آیا۔ دس پندرہ دن تک موٹروں، بسوں، ٹرکوں، ٹرالیوں اور پیادہ جلوس کے جلوس آتے رہے، حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم دارالحدیث میں تشریف فرما تھے۔ مردان، چارسدہ اور شیر گڑھ کے بڑے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں تعطیل ہوئی۔ اساتذہ، طلبہ اور محبین قافلوں کی صورت میں آتے رہے، وہی خوش نصیب تھا جس نے حضرت کو ایک نظر دیکھ لیا اور ایسے لوگ اپنے کو زیادہ سعادت مند سمجھتے جنہیں حضرت سے مصافحہ کا موقع مل جاتا۔

26 فروری کے بعد ہفتوں یہی کیفیت رہی۔ مبارک باد کی غرض سے آنے والے قافلے جونہی دارالعلوم میں داخل ہوتے خوشی میں نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ساتھ پٹھانوں کی روایات کے مطابق ان کی بے پناہ فائرنگ سے آسمان گونج اٹھتا۔ ملک کے دور دراز حصوں سے آنے والے مہمان اس رسم سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے اچانک دھماکہ خیز فائرنگ کی وجہ سے سہم جاتے اور تحیر میں دبک کر رہ جاتے۔

ملک بھر سے آنے والے ان مہمانوں میں کثرت سے آنے والے افغان مجاہدین اور ان کے قائدین بھی تھے۔ آمد کا عجیب اور دلکش منظر اور اس سے جو سماں بندھتا تحریر کے ذریعے اس کا عشر عشیر بلکہ سواں حصہ بھی قارئین کے سامنے نہیں پیش کیا جاسکتا۔ مبارک باد کے مسرت موقع پر افغان مجاہدین کے قافلے بھی پٹھانون کی روایت کے مطابق دارالعلوم میں داخل ہوتے ہی نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ساتھ پستول، بندوق، ریولور، مشین گن، کلاشنکوف اور جدید ترین اسلحہ جات سے ایک منظم طریقہ سے فائرنگ جاری رکھتے۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد نبی محمدی، مولانا نصراللہ منصور اور دیگر حضرات کے علیحدہ علیحدہ قافلوں کی صورت میں تشریف آوری کے موقع پر ایسا سماں بندھا کہ دارالعلوم کی بزم علم وہدایت رزم گاہ حق وباطل کا منظر پیش کرنے لگتی۔

حضرت مولانا سمیع الحق (مدظلہ) کا سینٹ میں بلا مقابلہ انتخاب

10مارچ: تاہنوز یہ سلسلہ جاری تھا کہ دس مارچ کو ناچیز سمیع الحق سینٹ کیلئے صوبہ سرحد سے بلامقابلہ ممبر منتخب ہوا، ابھی سرکاری اعلان نہیں ہوا تھا کہ صبح کے اخبارات کی شہ سرخیوں سے شہر اور اطراف میں یہ خبر

جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی ۔ چند لمحوں میں شہر اکوڑہ اور گردونواح سے آنے والے لوگوں کا دارالعلوم میں بے پناہ اژدہام ہوگیا۔ ابھی صبح کے نو بجے تھے اور حضرت شیخ الحدیث گھر سے تشریف نہیں لائے تھے ۔ میری خواہش تھی کہ خود حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں وہیں ان کے قیام گاہ حاضر ہوکر سینٹ میں کامیابی کی بشارت اور مبارک باد پیش کروں مگر احباب مخلصین اور تمام حاضرین نے روک لیا اور ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں جی ٹی روڈ اور شہر کے بازاروں سے ہوتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں لے جایا گیا۔ حضرت مدظلہ کو جب جلوس کی خبر پہنچی تو آپ قدیم دارالعلوم حقانیہ (مسجد شیخ الحدیث) میں تشریف لے آئے تو ایک عظیم الشان جلسہ کی صورت بن گئی۔ ابتدائی کاروائی کے بعد مولانا عبدالقیوم حقانی نے تقریر کی ۔ پھر احقر نے احباب ومخلصین اور تمام حاضرین کے پر خلوص جذبات اور خلوص ومحبت کا شکریہ ادا کیا اور نفاذِ اسلام کیلئے بھر پور جدوجہد کے عزائم کا اعلان کیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی طویل دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی اور اسی روز پھر سے صوبہ سرحد اور ملک بھر سے مخلصین ومحبین اور محبین اور مہمانوں کے قافلے مبارک باد کے لئے آتے رہے آنے والے مہمانوں میں اکابر علماء، مشائخ، دینی مدارس اور کالج کے طلبہ واساتذہ ، قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران ، سرکاری افسران ، سیاسی رہنما، وزراء غرض ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے ۔

20/ مارچ: حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور احقر سمیع الحق قومی اسمبلی اور سینٹ کے افتتاحی اجلاس اور پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کے لئے روالپنڈی روانہ ہوئے ۔

صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی شیخ الحدیث سے ملاقات

23/ مارچ: صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اجلاس کے ایام میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی ملاقات نہیں ہوسکی تھی ۔ جب کہ دیگر ارکان اسمبلی سے گروپوں کی صورت میں ایوان صدر میں ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔ حضرت والد صاحب نہیں جاسکے تھے ۔ تو خود صدر پاکستان کو ازراہ علم پروری احساس ہوا کہ حضرت کے پاس جایا جائے ۔ چنانچہ شدید مصروفیات کے باوجود کئی بار خود چل کر آنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ملٹری سیکرٹری سے وقت نکالنے کا کہتے رہے ۔ 23 مارچ جو سرکاری تقریبات پریڈ مارچ ، تمغہ انعامات کی تقسیم اور ایوانِ صدر میں رات گئے تک ارکانِ پارلیمنٹ کو ضیافت اور شام کی نشست میں پارلیمنٹ سے خطاب کے شدید مصرفیات کا دن تھا گذرا تو رات پونے گیارہ بجے صدر محترم نے گورنمنٹ ہاسٹل میں آکر حضرت دامت برکاتہم سے ان کے کمرہ نمبر 88 میں ملاقات کی اور نہایت عجز وانکساری سے حضرت کی چارپائی پر ان کے ساتھ پائنتی بیٹھ کر نہایت عقیدت ومحبت کا اظہار فرماتے رہے۔

یہ ملاقات جس میں احقر (مولانا سمیع الحق) برادرم مولانا انوار الحق ، برخوردار حافظ راشد الحق اور حاجی ممتاز خان بھی ہمراہ تھے تقریباً چالیس منٹ جاری رہی اور اس میں متعدد دینی ،علمی اور قومی وملی مسائل زیر بحث آئے۔

اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں عظیم ذمہ داریوں پر توجہ دلانا

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے صدر پاکستان کو اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں ان کی عظیم ذمہ داریوں پر توجہ دلائی اور دینی اقدامات میں ہر طرح تعاون اور دعاؤں کا یقین دلایا اسلامی نظام کے سلسلہ میں وعدوں اور اقدامات کی جلد تکمیل پر حکیمانہ انداز میں زور دیا۔ دورانِ گفتگو قادیانیت ،سودی نظام کے خاتمہ، اسلامی یونیورسٹی آرڈی ننس سے دینی مدارس بورڈ کا حصہ حذف کردینے اور محمد اسلم قریشی کے قتل کی تفتیش کرنے والی ٹیم کا محاسبہ کرنے کا ذکر بھی ہوا۔

صدر پاکستان کی شیخ الحدیث مدظلہ سے یہ پہلی مفصل ملاقات تھی ۔ دوسرے دن ریڈیو نے بے خبری سے یہ خبر نشر کی کہ صدر صاحب مولانا کی علالت کی وجہ سے عیادت کے لئے گئے تھے جس سے تشویش پھیل گئی جبکہ صدر پاکستان نے محض ملاقات اور علم کی قدر افزائی کی وجہ سے خود حضرت کی قیام گاہ پر آنا چاہا۔ حضرت نے اسمبلی کے اجلاس کے معمول کے مطابق نشستوں میں شرکت کی اور کارروائی میں حصہ لیا، اجلاس ختم ہونے پر حضرت مدظلہ 24 مارچ کی شام کو اکوڑہ واپس ہوئے۔

مولانا عبیداللہ انورؒ کی رحلت پر شیخ الحدیث والد صاحب کے تاثرات

دارالعلوم میں حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرہ کی وفات کی اطلاع نہایت رنج وغم سے سنی گئی تمام علماء وطلباء مدرسہ نے حضرت شیخ الحدیث کی سرکردگی میں ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن کئے ۔حضرت والد صاحب نے اخبارات کو مفصل بیان جاری کرتے ہوئے پوری ملت مسلمہ سے تعزیت کی۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا مولانا عبیداللہ انور کی وفات بہت بڑا جانکاہ صدمہ ہے ،موصوف بڑے محقق اور مورخ عالم دین تھے، اپنے والد حضرت لاہوریؒ کے صحیح جانشین تھے، قرآنی علوم پر عبور حاصل تھا، مفسر تھے، اللہ نے علم وعمل دونوں دستوں سے ان کو نوازا تھا، ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے، نہایت بااخلاق متواضع اور خاکسار تھے، ساری عمر دین کی خدمت اور اشاعت علم میں گزار دی، علماء کی یک جہتی اور اتحاد ان کی زندگی کا مشن تھا، اسی غم وفکر میں عمر کے اس آخری مرحلہ میں گھل رہے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی سپاہیانہ اور مجاہدانہ تھی۔

میری صحت جب اچھی تھی اور لاہور جایا کرتا تھا تو مرحوم حد درجہ خلوص ومحبت اور بے پناہ وارفتگی

سے پیش آتے تھے، گو دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے مجھ سے مشکوٰۃ وغیرہ پڑھی تھی، مگر روحانی مقام اللہ نے ان کو بلند عطا فرمایا تھا۔ اس کے باوجود تلمذ کی نسبت کی وجہ سے وہ خدمت کے لئے نچھاور ہوتے تھے۔اور چوبیس گھنٹے مجھ سے جدا نہ ہوتے تھے، خادمانہ حیثیت سے رہتے۔ میں ان کی خدمت اور وارفتگی کو دیکھ کر یہ کہہ دیتا کہ واقعتاً انہوں نے استادی کا حق ادا کردیا ہے، ان کی وفات سے اسلامیان پاکستان ایک بہت بڑے مجاہد، بیباک اورنڈر متقی و پرہیزگار عالم دین سے محروم ہوگئے ہیں۔

مولانا مرحوم کو مجھ سے خاص محبت اور گہرا تعلق تھا میری حالیہ کامیابی پر انہوں نے باربار خطوط اور وفود بھیجے کہ وہ مجھے استقبالیہ دینا چاہتے ہیں لیکن میں اپنی کمزوری ،علالت اور کچھ سیاسی جلسوں اور ہنگاموں سے طبعی اجتناب وافتادطبع کے پیش نظر انکی اس عزت افزائی اوراکرام کوعملی جامہ نہ پہنا سکا۔

مولانا سمیع الحق کا تعزیت کے لئے لاہور جانا

یہ اطلاع 5 بجے شام دیر سے ملی ،احقر فوراً لاہور روانہ ہوا، راولپنڈی میں معلوم ہوا کہ جنازہ ہوچکا ہے ، تودوسرے دن تعزیت کے لئے لاہور جانا ہوا۔ مولانا مرحوم کے مزار پر فاتحہ پڑھی مولانا عبداللہ درخواستی سے ملے اور شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت مرحوم کے صاحبزادگان سے اظہارتعزیت کیا اوراسی دن شام کی فلائٹ سے واپسی ہوئی۔

حاجی عبدالوہاب ،مولانا یونس خالص وغیرہ کی دارالعلوم آمد

18/اپریل: تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ مولانا حاجی عبدالوہاب صاحب دارالعلوم تشریف لائے صبح کی نماز کے بعد مسجد میں دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب بھی فرمایا۔

26/اپریل: افغان مجاہدین کی قیادت کے مشہور رہنما مولانا محمد یونس خالص حقانی، دارالعلوم تشریف لائے دفتر اہتمام میں احقر سے ملاقات کی ۔ محاذِ جنگ اور جہاد افغانستان سے متعلق اہم امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ نماز جمعہ حضرت شیخ الحدیث کی مسجد میں پڑھی ، جہاں ان سے ملاقات کی اور افغانستان مجاہدین کی کامیابی کی دعائیں کرائیں۔

6/مئی بروز پیر :مولانا فضل الرحمٰن فاضل حقانیہ فرزند مولانا مفتی محمود مرحوم 8 بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔حضرت شیخ الحدیث صاحب سے گھر جاکر ملاقات کی ۔ بعد میں دفتر اہتمام آئے ،احقر سے ملاقات کی اور کافی دیرتک ساتھ رہے۔

شیخ الحدیث والد ماجد کا ارکان پارلیمنٹ کے نام مکتوب میں فرض منصبی کی طرف توجہ دلانا

قبلہ والد ماجد نے اراکین پارلیمنٹ قومی وصوبائی وسینیٹ آف پاکستان کے نام ملک میں مکمل نفاذ شریعت

کے لئے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے مکتوب لکھ کر ارسال فرمایا جس میں تحریر فرمایا:

گزارش ہے کہ موجودہ انتخابات جن حالات میں ہوئے ہیں اوران کے نتائج سے ملک کے سیاسی اورنظریاتی مستقبل کا جونقشہ سامنے آرہا ہے وہ آپ جیسے تجربہ کار بزرگ سے مخفی نہیں ہے۔ میں اس موقع پرضروری سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے ان ارکان کو جوملکی سالمیت کے تحفظ اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ میں دلچسپی رکھتے ہیں ،موجودہ حالات کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں، مجھے امید ہے کہ آ انجناب پوری سنجیدگی کے ساتھ میری ان معروضات پرغور فرمائیں گے۔

استعماری نظام تا حال عدالتی ،انتظامی معاشی اور معاشرتی ڈھانچوں پر اثر انداز

برطانوی استعمار ہمارے اس خطہ زمین پرکم وبیش دوسو برس حکمرانی کے بعد ۱۹۴۷ء کو یہاں سے چلا گیا لیکن اس نے اپنے استعماری نظام کو چلانے اور قائم رکھنے کیلئے جو انتظامی ،عدالتی ،معاشرتی اور معاشی ڈھانچہ قائم کیا تھا وہ ابھی تک موجود ہے،اور نہ صرف یہ کہ ہمارے بیشتر مسائل کے وجود اوران کے الجھاؤ کا باعث ہے بلکہ ملک میں موثر تبدیلی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

روسی ،قادیان اورتجدد پسندی کے زہریلا اثرات

روسی استعمار افغانستان میں فوجی جارحیت کے ذریعے اپنا قبضہ مستحکم بنانے میں مصروف ہے اوراس کی جارحیت کا دائرہ پاکستان تک وسیع کردیا ہے، یہ جارحیت صرف فوجی نہیں بلکہ روس نظریاتی اور فکری یلغار کے ذریعہ بھی پاکستان اور جنوبی ایشیا کے دیگرمما لک کوان کے دینی ونظریاتی تشخص سے محروم کر کے انہیں اپنے دائرہ اثر وتصرف میں شامل کرنا چاہتا ہے۔

پاکستان کے اندر بعض سیاسی حلقوں کی طرف سے اسلام اور اسلامی نظام کی کھلم کھلا مخالفت کے رجحانات فروغ پارہے ہیں اوراسلام کے منصوص احکام کے خلاف نام نہاد اجتہاد اورالحاد کے نام پرتجدد پسندی کا دروازہ کھول کر اسلام کے لیبل کو لادینی نظریات اورقوانین پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

قادیانیت اوردیگر اسلام دشمن گروہوں کی سرگرمیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اوران کوان تمام عناصر وعوامل کوحمایت اور پشت پناہی حاصل ہے، جواسلام کی مکمل عملداری سے خائف ہیں۔

ان حالات میں اسلام اور ملک سے محبت رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ کا فریضہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنا کرداراور پالیسیوں کا تعین انتہائی غور وفکر اور سنجیدگی کے ساتھ کریں تا کہ وہ خداتعالیٰ عوام اور ملک کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریاں صحیح طور پرادا کرسکیں۔

اکابر واحباب کے مشورہ سے میرا ارادہ ہے کہ قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے آغاز سے ایک دو روز قبل یا دوران اجلاس اسلام آباد میں پارلیمنٹ اور دیگر اسمبلیوں کے ان ارکان کے اجتماع کا اہتمام کیا جائے۔ جو (۱) فرنگی نظام کا خاتمہ (۲) اسلام نظام کے مکمل نفاذ (۳) اشتراکیت ،قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن تحریکات کے مقابلہ اور (۴) پاکستان کے نظریاتی تشخص اور سلمیت کے تحفظ پر یقین اور ان مقاصد کیلئے جدوجہد کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔تا کہ ہم باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی منظم پروگرام وضع کرسکیں۔
آنجناب سے گزارش ہے کہ گہرے غوروفکر اور سنجیدہ توجہ کے ساتھ میری ان معروضات کے بارے میں اپنی گرانقدر رائے اور تجاویز سے آگاہ فرماویں، تا کہ ان آراء وتجاویز کی روشنی میں حتمی پروگرام طے کیا جاسکے۔امید ہے آنجناب کے مزاج بعافیت ہوں گے۔ والسلام: جواب کا منتظر

عبدالحق عفرلہ

(ممبر قومی اسمبلی، ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

مہمند ایجنسی ،بالاکوٹ اور مظفرآباد کے اسفار

15/اپریل: احقر نے مہمند شب قدر کے بعض فضلاء حقانیہ کی دعوت پر دینی تقریبات میں شرکت کے لئے وہاں کا سفر کیا، اس دوران مشہور مجاہد حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے مہمند ایجنسی میں واقع ان کے دور افتادہ پہاڑی مقام (مکڑو) کا سفر بھی ہوا ،حضرت کے صاحبزادگان و متعلقین سے وہاں ملاقات کی اور بعد از ظہر واپسی میں شیخان میں مولانا لطیف الرحمٰن فاضل حقانیہ کے درس قرآن کی اختتامی تقریب میں شرکت کی ،مولانا عبداللہ کاکا خیل اور مولانا عبدالبصیر شاہ حقانی بھی ساتھ تھے۔
11/مئی کو قاضی خلیل احمد صاحب خطیب مانسہرہ کی دعوت پر ان کے مدرسہ شہیدیہ بالاکوٹ کی تقریب میں شرکت کی۔عرصہ سے بالاکوٹ جانے کی خواہش تھی۔دوسرے دن رات کو امام کبیر سید احمد شہیدؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے مدفن کے قریب واقعہ جلسہ گاہ میں اجلاس سے خطاب کیا، 13/کی صبح امام المجاہدین شاہ اسماعیل شہید کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔واپسی میں رات مظفرآباد آزاد کشمیر میں قیام کیا اور 14 کو واپسی ہوئی

دارالعلوم حقانیہ میں زیر تربیت افسران کا پروگرام اور اکیڈمی کے چیئرمین کے تاثرات

رورل اکیڈمی برائے دیہی ترقی پشاور کے زیر اہتمام حسبِ معمول اس سال بھی ملک بھر سے شریک ہونے والے ڈویژن اور صوبائی سطح کے چھتیس آفیسرز کا ایک وفد دورۂ حدیث کے طلباء ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے۔حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے (اٹک) مہمان

استاد کے طور پر انہیں حقوق وفرائض کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ان کے علاوہ دارالعلوم کے اساتذہ میں احقر نے ''ملکی سیاست اور دین کے تقاضے'' مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے اسلامی اقتصادیات (خصوصاً مسئلہ مزارعت) مولانا عبدالقیوم حقانی نے اسلام کا نظام خلافت اور نفاذ اسلام میں عملی ترجیحات کے موضوعات پر لیکچرز دئے۔ ہر لیکچر کے بعد تمام شرکاء کو 30 سے 45 منٹ تک موضوع سے متعلق بھی اور عمومی موضوعات پر بھی سوالات کا وقفہ دیا جاتا۔

اساتذہ دارالعلوم کے جامع اور تسلی بخش جوابات سے شرکاء حددرجہ متاثر اور محظوظ ہوئے اور آخری نشست میں اکیڈمی کے چیئرمین نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

''دارالعلوم حقانیہ میں آکر اور دارالعلوم کے اساتذہ سے مل کر ہمیں پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ علماء قاضی بھی ہیں اور مفتی بھی، جج بھی ہیں اور وکیل بھی، مشفق استاد بھی اور محسن مربی بھی، آقا بھی ہیں اور خادم بھی، سیاست دان بھی ہیں اور قانون دان بھی، قائد بھی ہیں اور رہنما بھی، علمی اور تدریسی مشاغل میں استغراق کے باوجود وحالات حاضرہ سے باخبر بھی اور میں بلاخوشامد ومبالغہ عرض کرتا ہوں کہ دارالعلوم میں ہمارے جو دودن گذرے، مجھے تو ایسا محسوس ہوا، جیسے فرشتوں کی مجلسیں نصیب ہوتی ہیں۔

سالانہ امتحانات

20/اپریل، دارالعلوم کے سالانہ تحریری وتقریری امتحانات شروع ہوئے اور دو ہفتے تک جاری رہے۔ تحریری امتحانات کے لئے مسجد اور دارالحدیث امتحان ہال قرار پائے۔ دارالعلوم کے اساتذہ ومنتظمین اور وفاق کے تحت امتحانات میں حصہ لینے والے طلبہ کیلئے کوہاٹ اور کراچی سے وفاق کے مقررردہ نگران حضرات امتحانات کی نگرانی کرتے رہے جبکہ تقریری امتحانات، دارالعلوم کے اساتذہ نے خود لئے اور اسکے بعد عام تعطیل ہوئی۔

ترجمہ وتفسیر قرآن اوراس کی اختتامی تقریب

سالِ رواں سے حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم نے احقر کی تحریک وتجویز سے دارالعلوم میں تعطیلات رمضان کے ایام میں بھی باقاعدہ شعبۂ ترجمہ وتفسیر قرآن کی باقاعدہ منظوری دے دی ہے جسے دارالعلوم کے دو اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن اور مولانا عبدالقیوم حقانی پڑھارہے ہیں۔ تعطیلات میں طلبۂ دارالحفظ والتجوید کے علاوہ شرکاء ترجمہ قرآن کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کی کفالت دارالعلوم کے ذمہ رہا، جس کی وجہ سے دارالعلوم میں طلبہ کی رونق کچھ نہ کچھ موجود رہی۔

21 رمضان کو ترجمہ تفسیر اختتام کو پہنچا، اساتذہ اور شرکاء درس کے شدید اصرار پر احقر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اختتامی درس دیا، اختتامی درس کے بعد حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اساتذہ وشرکاء، اور دارالعلوم

کے بقا واستحکام نظام اسلام کے قیام، دارالعلوم کے مخلصین ومعاونین اور مسلمانانِ عالم کے حق میں طویل دعا فرمائی، اور اپنے ہاتھ سے 70 سے زائد طلبہ میں سندات تقسیم فرمائیں۔ تقسیم سندات اور ختم ترجمہ وتفسیر کی اس مبارک تقریب میں دارالعلوم میں موجود مشائخ واساتذہ اور بعض دور سے آئے ہوئے مہمان بھی شریک ہوئے

سالانہ ختم بخاری شریف وتقسیم سندات حفظ کی تقریب

21/اپریل 1985، بعد العصر دارالعلوم حقانیہ کی وسیع مسجد میں ختم بخاری کی تقریب منعقدہ ہوئی بغیر کسی پیشگی دعوت وباضابطہ اطلاع کے علاقہ بھر سے مخلصین اور دارالعلوم سے وابستگان کا ایک جم غفیر پہنچ گیا۔ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، حضرت شیخ دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی، مختصر خطاب کے بعد حضرت دامت برکاتہم کی دعا پر یہ تقریب نماز مغرب سے قدرے قبل اختتام پذیر ہوئی جب کہ اس سے قبل دارالحفظ والتجوید کے طلبہ نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں سالانہ تربیتی اوراخلاقی تعلیم کا مظاہرہ کیا۔ چھوٹے اور کم عمر اور معصوم بچوں نے شب وروز کی دعائیں، اذکار، علم تجوید سے متعلق سوال و جواب کے علاوہ روز مرہ کے مختلف موضوعات پر اصلاحی سادہ اوراثر انگیز تقریریں کیں حاضرین وسامعین عش عش کر اٹھے، حسن اتفاق سے اس تقریب میں مولانا عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کے صاحبزادہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی (کراچی) بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور دیگر اساتذہ اور مولانا درخواستی نے اپنے ہاتھوں سے حفظ کرنے والے سولہ بچوں کی دستار بندی کی اور انعامات تقسیم فرمائے۔

حلقہ انتخاب میں شکریہ کا دورہ

13/ مارچ، علاقہ بھر سے آنے والے وفود اور مخلصین ومحبین کی خواہش پر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے انتخابات میں کامیابی کے سلسلے میں احقر نے تحصیل نوشہرہ کے تمام حلقہ میں شکر یے کے دوروں کا پروگرام ترتیب دیا۔ روزانہ نو، نو، اور بعض ایام میں گیارہ گیارہ جلسوں سے خطاب کیا۔ ہر جگہ استقبال اور خوش آمدید کے مناظر، انتخابی مہم سے سہ چند بڑھ کر تھے ہر جگہ یہی کہا گیا کہ آپ کے ہمارے پاس شکریہ کے لئے آنے کے بجائے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے انتخابات میں حصہ لے کر ہماری قیمتی رائے اور ووٹ کو ضائع ہونے سے بچالیا۔ بعض ایسے شہر جہاں انتخابی مہم میں نہ جایا جاسکا۔ تب بھی انہوں نے سو فیصد اپنا ووٹ حضرت دامت برکاتہم کے حق میں استعمال کیا۔ اب وہاں کے مخلصین نے مجبور کرکے اپنے شہر آنے کی دعوت دی اور ان مخلصین شہر سے باہر نہایت دھوم دھام تزک واحتشام اور فقید المثال استقبال کیا اور دل وجان سے دیدہ ودل نچھاور کیا۔ ہر جگہ عقیدتمندی کا

ایسا ہی سیلاب تھا کہ خلقت تھی کی ٹوٹی پڑتی۔ ان پروگراموں میں علاقہ کے اکابر علماء بھی ہمراہ رہے ۔ جہاں میں خود نہ پہنچ سکا وہاں مولانا انوار الحق نے مفتی غلام الرحمٰن کی معیت میں شکریے کے دورے کئے ۔

راجہ ظفر الحق کی آمد اور شیخ الحدیث کا انکے ناکام ہونے پر تبصرہ کہ قوم میں قدر شناسی کا فقدان

15/مارچ، سابق وزیر اطلاعات ونشریات جناب راجہ ظفر الحق صاحب دارالعلوم تشریف لائے ،نماز مغرب دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی۔ پھر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا ،راجہ صاحب! قوم میں قدر شناسی کا فقدان ہے ۔آپ نے اپنے دورِوزارت میں مثالی کام کئے ہیں ،ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کا کردار تاریخی اور مثالی تھا۔

راجہ صاحب نے عرض کیا: حضرت! یہ سب آپ کی دعائیں تھیں اور یہ سارا کام آپ کی دعاؤں سے ہوتا رہا۔ مگر حالیہ انتخابات میں مرزائیوں نے میرے خلاف دل کھول کر رقم تقسیم کی اور میری شکست کیلئے اندرون خانہ کئی سازشیں بنائیں ۔ میرے انتخابات میں رہ جانے پر کئی سرکردہ اور ذمہ دار مرزائیوں کے خطوط میرے نام آئے ۔انہوں نے لکھا کہ ”انتخابات میں ناکامی کے بعد اب تمہیں بھی یقین ہوگیا ہوگا کہ جو قدم تم نے اٹھایا تھا وہ سراسر غلط تھا۔

مولانا سمیع الحق کی رہنمائی پر اعتراف

تاہم آپ نے میری دورِ وزارت کی جن خوبیوں کا تذکرہ کیا ہے ،یہ سب کچھ آپ کی دعاؤں کے صدقہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کی رفاقت ،مفید راہنمائی اور گراں قدر مشوروں سے ہوا ہے ۔گزشتہ تین سال کی رفاقت میں ہم نے ان سے بہت قومی وملی فائدے حاصل کئے ۔ان کے علمی مشوروں سے اہم اور مشکل امور میں آسانیاں پائیں ۔

شیخ الحدیث کا تراویح میں سماعت قرآن

اس سال رمضان المبارک میں بھی حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم ضعف وعلالت کے باوجود قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے اسلام آباد بھی تشریف لے جاتے رہے ،مگر اس کے باوجود تراویح میں قرآن سننے کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا۔

1985 کی قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا اولین خطاب

پہلی ضرورت اور پہلا مطالبہ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر اور معزز ایوان کے ارکان! میں بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزوری کی وجہ سے سپیکر صاحب کی اجازت

سے بیٹھ کر چند باتیں عرض کروں گا، سب سے پہلی چیز جو میرے ذہن میں آئی ہے، ہمارے محترم رکن نے جو تقریر فرمائی ہے اور اس میں اس نے کہا کہ ہمیں اسلامی معاشرے کی ضرورت ہے، میرے محترم بزرگو! آج ہم یہاں پر جو جمع ہوئے ہیں، یہ اللہ کا احسان ہے، کہ آٹھ برس کے بعد پھر سر جوڑ کے سوچنے کیلئے ہمیں اس ایوان میں بٹھلا رکھا ہے، ہمیں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے کہ قوم ہم سے کیا چاہتی ہے؟ اور اس ایوان تک پہنچانے میں کس منشور کا دخل تھا، کہ ہم یہاں پر پہنچے؟ ہماری قوم اسلامی عدل، اسلامی انصاف اور اسلامی قوانین چاہتی ہیں، مجھے خود معلوم ہے، میرے حلقہ نوشہرہ کے لوگ بہت غریب ہے، بہت محتاج ہیں، ان کے سامنے جب یہ کہا گیا کہ تم عبدالحق کی تائید کیوں کر رہے ہو؟ اس کے پاس نہ دولت ہے، نہ مال ہے اور نہ کوئی قوت ہے، اس کی تائید کیوں کروگے، تقریبا ساٹھ ہزار ووٹروں نے ایک آواز ہوکر کہا کہ ہمیں نہ دولت چاہئے اور نہ کوئی اور چیز چاہئے، ہمیں اللہ نے موقع دیا ہے، اسلام کے نفاذ کا ہم اسلام چاہتے ہیں، اسلام کیلئے ہم سب کچھ برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں، ایک جملہ میرے کانوں کا سنا ہوا تقسیم سے پہلے کا ہے، قائد جمعیت جب پاکستان مانگ رہے تھے تو اس وقت قائداعظم سے سوال کیا گیا کہ یہ سات کروڑ جو ہندوں کے ہاتھ میں رہ جائیں گے، ان کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ان سات کروڑ مسلمانوں کو میں نے اسلام کے لئے قربان کردیا، اسلام آجائے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں، کہ ہمارا مقصد اسلام کے وہ قوانین اور اسلام کا وہ عدل وانصاف ہے، جس کا نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر ان کے بعد خلفائے راشدین نے بتایا، دو مثالیں عرض کرتا ہوں، ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کے زانو پر بیٹھے ہیں اس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں دوسرے زانو پر بٹھایا اور دونوں کے سروں کے قریب کر کے یہ دعا فرمائی:

اللھم انی احبھمافاحب من یحبھما "اے اللہ! مجھے ان دونوں کے ساتھ محبت ہے۔"

دیکھئے! ایک سید المرسلین، شفیع المذنبین، سید الکائنات، فخر موجودات کے نواسے حضرت حسینؓ ہیں جبکہ دوسرا غلام زادہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل میں لیکر مذکورہ دعا فرمائی، یہ عدل وانصاف ہے۔

حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا رہے تھے ان کی عادت تھی کہ سالن اور روٹی دونوں کو ملاتے نہیں تھے۔ ایک طعام کھاتے تھے وہ کھانا کھا رہے ہیں اس وقت ایک گورنر وہاں موجود تھا۔ وہ آیا اور اس نے انہیں سلام کیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے اسے کہا کہ آؤ! میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ وہ رعب و ہیبت کی وجہ سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے نوالہ منہ میں لے کر چبانا شروع کیا

اس سے وہ نوالہ نگلا نہیں جا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے اور اس سے پوچھا کہ نوالہ کیوں نہیں نگل رہے؟ اس نے عرض کیا! حضرت! یہ جَو کا آٹا ہے اور چھنا ہوا بھی نہیں۔ آپ تو مکہ کے بادشاہ ہیں آپ کو چھنا ہوا آٹا آسانی سے ملتا ہے، آپ اسے کیوں نہیں کھاتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ میری کروڑوں رعایا تمام کی تمام چھنا ہوا آٹا یا میدہ کھاتی ہے؟ گورنر نے کہا یہ تو معلوم نہیں، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب کو یکساں روٹی ملتی ہو گی؟ تو انہوں نے فرمایا جب تک میری رعایا میں ایک بھی شخص بلا چھنا ہوا آٹا کھائے گی اس وقت تک میں چھنا ہوا آٹا نہیں کھاؤں گا، میدہ نہیں کھاؤں گا، پراٹھا نہیں کھاؤں گا۔

قوم نے قربانی دے کر پاکستان کے قیام کے لئے جو کوششیں کی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کا قانون رائج ہو، اس ملک میں دین کی تعلیمات رائج ہوں، اس ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام رائج ہو، یہ جو ریفرنڈم کرایا گیا ہے یہ بھی اسی مقصد کیلئے تھا اور اسی بناء پر ہم اسمبلی میں جمع ہوئے ہیں اسلام کا نام لے کر اسلام کا منشور لیکر ہم یہاں آئے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ مظالم نہ ہوں بے انصافی نہ ہو اس کے علاوہ اسلام میں ربوا اور جوا، سود حرام ہیں، منع ہیں مگر اس بجٹ میں یہ چیز بھی آ گئی کہ جہاں پر کوئی چیز چوری یا رشوت کی ہو وہ بانڈوں کے ذریعہ تقسیم کی جائے اور پھر اس کیلئے آخر میں اجازت مل جاتی ہے، تو میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اسلام نے قمار (جوئے) کی اجازت کسی وقت بھی نہیں دی۔ اسلئے بانڈوں کے ذریعے چوری اور رشوت حلال نہیں قرار دی جا سکتی۔

جناب سپیکر! مختصراً جناب وقت بہت کم ہے۔

مولانا عبدالحق: دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کالے دھن جو ہیں ان سے اپنے آپ کو بچائیں اور سب سے پہلے میں اپنے بزرگوں کے سامنے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اسلام اس ملک میں نافذ ہو۔ ہم سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں بھوکے مر سکتے ہیں۔ نہ ہمیں مکان کی ضرورت ہے نہ کپڑے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اسلام کی ضرورت ہے۔

قوم ۷۷ء میں مجبور ہو کر سڑکوں پر آئی۔ پھر اس کے بعد ان کو تسلی دی گئی کہ اب اسلام نافذ ہو گا۔ یہاں کچھ قوانین شفعہ کے بارے میں دیت اور قصاص کے بارے میں اور سود کے بارے میں بات ہوئی اور انہوں نے نے سفارش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! شکریہ جناب

مولانا سمیع الحق مدظلہ کا سینٹ میں نفاذ شریعت کا بل پیش کرنا

۱۳ جون 1985 کو عم مکرم مولانا سمیع الحق اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب نے سینٹ میں نفاذ

شریعت کا بل پیش فرمایا جس کا متن یوں تھا:

جناب صدر مملکت نے اپنی صدارتی اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے، دستور مستقبل کا حصہ قرار دے دیا۔ ☆ اور چونکہ قرار داد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کا تسلیم کیا گیا ہے۔ ☆ چونکہ یہ ملک مسلمانوں کی عملی زندگی کو قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالنے کیلئے معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ ☆ اور چونکہ اس ملک کے باشندوں کے ساتھ یہ عہد کیا گیا ہے کہ یہاں قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا۔ اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کیلئے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا ایوان سینٹ اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے حسب ذیل قانون وضع اور منظور کرتا ہے۔

ابتدائیہ: تاریخ نفاذ اور حدود نفاذ

دفعہ نمبر(۱) الف: یہ قانون نفاذ شریعت کے نام سے موسوم ہوگا۔

(ب) یہ قانون منظوری کے مراحل طے کرنے کے بعد فوری طور پر نافذ ہوگا۔

(ج) یہ قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام علاقوں اور تمام باشندوں پر نافذ ہوگا۔

البتہ: غیر مسلم باشندوں کے شخصی معاملات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

شریعت کی قانونی تعریف

دفعہ نمبر(۲) الف: شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے۔

(ب) شرعی قوانین کا اصل ماخذ قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(ج) اجماع امت کو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے، اس لئے جو قانون اجماعت امت سے ثابت اور ماخوذ ہو، وہ بھی شریعت کا قانون ہے۔

(د) جو احکام امت کے معتمد اور مستند مجتہدین نے قرآن اور سنت اور اجماع کے قواعد وضوابط معینہ کے مطابق مستنبط کر کے مدون کرائے ہیں، وہ بھی شریعت ہی کے قوانین ہیں اس لئے قیاس اور اجتہاد کو بشرطیکہ وہ قرآن وسنت اور اجماع کے خلاف ہو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے۔

شریعت کے بالادستی

دفعہ (۳) مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرار داد منظور نہیں کر سکے گی، جو شریعت سے احکام کے خلاف ہو، اگر ایسا کوئی قانون یا قرار داد منظور کر لی گئی تو اس کی کوئی قانون حیثیت نہیں ہوگی اور اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا اور چیلنج کے فوراً بعد عدالت کے آخری فیصلہ تک اس پر عمل درآمد ملتوی ہو جائے گا۔

دفعہ(۴) ملک کی تمام عدالتیں ہر قسم کے مقدمات بشمول مالی وغیرہ کے شریعت کے مطابق کیئے گئے فیصلوں کی کوئی قانون حیثیت نہیں ہوگی۔

دفعہ(۵)وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار سماعت وفیصلہ بلاکسی استثناء ہر قسم کے مقدمات پر حاوی ہوگا اور عبوری دستوری حکم ۱۹۸۵ء کے دستوری ترامیم کے ذریعہ لگائی گئی پابندیاں فوراً ختم کردی جائیں گے

دفعہ(٦)انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم کے شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا، اگر ایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہو تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی، اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔

دفعہ(۷)حکومت کے تمام عمال بہ شمول صدر مملکت شرعی عدالت کا فیصلہ ملک کے عام دوسرے باشندوں کی طرح یکساں طور پر نافذ ہوگا اور کوئی بھی ملک کا باشندہ اسلامی قانون عدل کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں گا۔ (۸)مسلمہ اسلامی فرقوں کے شخصی معاملات ان کے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق طے کیئے جائیں گے۔ (۹) غیر مسلم باشندگان مملکت کو اپنے بچوں کیلئے مذہبی تعلیم اور اپنے ہم مذہبوں کے سامنے اپنی مذہبی تبلیغ کی آزادی ہوگی ،اور انہیں اپنی شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(۱۰) تمام عدالتوں میں حسب ضرورت تجربہ کار جید اور مستند علماء دین کا بحیثیت جج ،اور معاونین عدالت مقرر کیا جائے۔(۱۱) علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہوسکیں۔

(۱۲) قرآن اور سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی ،جو صحابہ کرام اور مستند مجتہدین کے عام اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد اور ضوابط کے مطابق ہو۔ (۱۳) انتظامیہ عدلیہ مقننہ کے ہر فرد کیلئے فرائض شریعت کی پابندی اور محرمات شریعت سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔(۱۴) تمام ذرائع ابلاغ کو خلاف شریعت پروگراموں ،فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔(۱۵) حرام طریقوں اور خلاف شریعت پروگراموں فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا، کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہوسکیں۔ (١٦) شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کو دیئے ہیں،ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائیگا،اگر ایسا کوئی حکم دیا گیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی ،اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔

مسودۂ قانون نفاذ شریعت کے اغراض ومقاصد وجوہ

مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر قائم ہے۔اس مسودۂ قانون کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔اہل ملک جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کیلئے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن وامان اور اسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔